TQ Lesson 207 Surah Al Ankabut ayat 45-69 tafseer 4

آیت نمبر 59۔ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ
ترجمہ۔ اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے صبر کیا ہے اور جو اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں

الَّذِينَ وہ لوگ، کون سے لوگ؟ **الْعَامِلِينَ** کی اب وضاحت کی جارہی ہے **عَامِلِينَ** کی صفات بتائی جارہی ہیں یہ عمل کرنے والے جن کو اتنی خوبصورت جنت ملے گی وہ کون لوگ ہیں۔ کچھ آپ نے پیچھے پڑھیں ایمان، عملِ صالح، آزمائش میں پورا اترنا اور اللہ کی خاطر اگر ضرورت پیش آئے تو اپنا وطن، اپنا ملک، اپنا گھر، اپنے رشتے دار ان سب کو بھی الوداع کہہ دینا اب یہاں پہ مزید کہا جا رہا ہے **الَّذِينَ صَبَرُوا**، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صبر کیا ہے **وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ** اور جو اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں ،جو اپنے رب پر توکل کرتے ہیں اب آپ دیکھئے کہ اتنا اچھا اجر عمل کرنے والوں کو ملے گا تو ایسے ہی تھوڑی ملے گا اور اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں **نِعمَ** کتنا اچھا ہے اور اللہ سے زیادہ سچی بات کس کی ہو سکتی ہے اور اللہ سے خوبصورت بات اور بہترین بات کس کی ہو سکتی ہے تو یہ اللہ کے جو کارگزار بندے ہیں، عمل کرنے والے بندے ہیں تو ان کی پہلی صفت یہ ہے کہ جو صبر کرنے والے ہیں اور صبر کسے کہتے ہیں؟ جو ہر طرح کے حالات میں اللہ کی بندگی پر ثابت قدم رہتے ہیں ہر طرح کے حالات میں نرم ہیں، گرم ہیں، سردی ہے، گرمی ہے، تنگی ہے، کشادگی ہے جو بھی ہے وہ اللہ کی خاطر صبر کرنے والے ہیں، دین پر مضبوطی سے قائم رہنے والے، ہجرت کی تکلیفیں برداشت کرنے والے ہیں، اپنے جو رشتہ دار ہیں ان سے دوری اختیار کرنے والے ہیں۔ کیوں انہوں نے رشتہ داروں کو چھوڑا اور اپنے گھر والوں کو چھوڑا؟ اللہ کی خاطر تو یہ ہے اصل بات **الَّذِينَ صَبَرُوا** کہ یہ وہ لوگ ہیں جو کہ اللہ کی خاطر ہجرت کرنے والے ہیں تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ دینِ اسلام کے خاطر ہر طرح کی قربانی کرنے کے لئے ایک مسلمان کو تیار رہنا چاہئے اور ہجرت سے متعلق یہ باتیں یاد رکھنی چاہئے کہ کسی بھی زمین سے ہجرت اس وقت ضروری ہو جاتی ہے نمبر 1۔ جب وہاں پہ آدمی کے دین اور ایمان کے لئے فتنہ پیش آئے دین اور ایمان خطرے میں پڑ جائے تب ہجرت ضروری ہو جاتی ہے نمبر 2۔ اگر فتنہ پیش آئے تو ہر طرح کے حالات میں ہر قیمت پر اللہ کی بندگی پر قائم رہنا چاہئے کسی صورت میں غیر اللہ کی بندگی کی ذلت گوارہ نہیں کی جائے تو ہر قیمت پر اللہ کی بندگی پر قائم رہنا صبر کرنا اور نمبر 3۔ اور اگر ایمان کو بچانے کے لئے اپنا گھر بار، اپنے عزیز رشتہ دار ، وطن سب کچھ چھوڑنا پڑے تو سب کچھ چھوڑ کر اس کو اٹھ کھڑا ہونا چاہئے اور جب انسان اٹھتا ہے تو بڑے وسوسات پیدا ہوتے ہیں خدشات گھیراؤ کر لیتے ہیں کہ اگر ہم یہاں سے سب چھوڑ کر چلے گئے اللہ کی خاطر تو پتہ نہیں وہاں پہ زندگی بھی ملے گی کہ نہیں، پتہ نہیں کیسے خطرات ہوں گے جی بھی سکیں گے کہ نہیں تو پہلے کہہ دیا کہ جس جگہ پہ بھی تم ہو موت تو آنی ہی ہے تو اصل بات کیا ہے کہ ”شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے“ ٹیپو سلطان نے شہادت کے وقت یہ بات کہی تھی اور بھی بہت سے لوگ یہ بات کہتے ہیں اور یہ ایک مسلمان کا نعرہ ہے اور یہاں پر بھی یہی بات کہی جارہی ہے کہ صبر کرنا ہے اللہ کی خاطر اپنے گھر پر ،اپنے رشتہ داروں پر، اپنے مال پر بھروسہ نہیں کرنا اللہ پر بھروسہ کرنا اور اللہ کی خاطر استقامت دیکھانا دوسری بات یہ ہے کہ **تَوَكَّلْ** کہ وہ اللہ کو اپنا وکیل بنا لیتے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور اللہ پر بھروسہ رکھنے کا کیا مطلب ہے؟ دین اور دنیا کے ہر معاملے میں، ہر طرح کے حالات میں اللہ کو اپنا وکیل بنانا کیوں؟ اگر اللہ کو وکیل نہ بنایا جائے تو ہجرت اور جہاد تو دور کی بات ہے وہ تو بہت بڑی آزمائش ہے

انسان چھوٹے چھوٹے کام ، چھوٹی چھوٹی جو کوششیں ہیں وہ بھی نہیں کر سکتا تو بات کیا ہے کہ اللہ کو اپنا وکیل بنا لو یہ بہت اہم صفت ہے جو **عَامِلِينَ** کی یہاں پر بیان ہوئی ہے۔ نمبر 1۔ صبر **وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ** اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں اچھا اب آپ دیکھیں کہ جب انسان اپنے وطن کو ملک کو چھوڑتا ہے دوسری فکر انسان کو یہ ہوتی ہے کہ وہ کھائے گا کہاں سے؟ وہ جیے گا کیسے؟ روزی کے اسباب کیسے اس کو میسر آئیں گے؟ وہ اور اس کے گھر والے کیسے جیئں گے؟ کیا کریں اسباب سارے ختم ہو جائیں گے کیونکہ ایک جگہ کو چھوڑا جا رہا ہے دوسری جگہ پر جایا جا رہا ہے تو مال کی محبت انسان کی فطرت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے ہر انسان یہ چاہتا ہے کہ خوب دولت ہو اس کو جمع کرنا، اس کو سمیٹنا اور اسی کے سمیٹنے کے لئے ہر وقت سوچتا ہے منصوبہ بندی کرتا ہے کبھی حریص بن جاتا ہے، کبھی دوسرے کو قتل کر جاتا ہے، کبھی کسی کی ٹانگ کھنیچتا ہے، کبھی چاہتا ہے اس کی وہ نوکری چھوٹ جائے مجھے وہ مل جائے، کبھی اس کا اپنا رشتہ دار ہوتا ہے مختلف باتیں ہوتی ہیں لیکن یہاں پر اللہ رب العزت کیا کہہ رہے ہیں کہ میری خاطر جب تم ہجرت کروگے تو مجھ پر، اپنے رب پر وہ بھروسہ کرتے ہیں اور ساتھ ہی جواب دیتے ہیں کہ تم یہ فکر مت کرنا کہ کھاؤگے کہاں سے گھر کیسے ملے گا۔ گھر بھی ختم اب ایک دم اتنے زیادہ لوگ کہیں چلے جائیں چھوڑ دیں اپنے وطن کو تو پھر جا کے رہیں گے کہاں پر ؟ پھر فرمایا

آیت نمبر 60۔ وَكَأَيِّن مِّن دَابَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
ترجمہ۔ کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے، اللہ اُن کو رزق دیتا ہے اور تمہارا رازق بھی وہی ہے، وہ سب کچھ سُنتا اور جانتا ہے

وَكَأَيِّن مِّن دَابَّةٍ اور کتنے ہی ہیں **وَكَأَيِّن** اب دیکھئے کہ یہاں پر کاف آیا ہے "ک" تشبیہ کے معنی میں ہے (کتنے ہی یا بہت سے) اور بہت سے ہیں اور کتنے ہیں **وَكَأَيِّن مِّن دَابَّةٍ** جو کہ جانوروں میں سے ہیں، کتنے ہی جانور ہیں **(د ب ب)**اس کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ رینگنے والا تو یہ انسانوں کے لئے ،جانوروں کے لئے یعنی جو بھی جاندار ہیں زمین پر چلنے والے ہیں ان کے لئے عام طور پر یہ استعمال ہوتا ہے تو جاندار میں تو سارے ہی آ جاتے ہیں پھر کتنے ہی جانور ہیں **لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا** جو اپنا رزق نہیں اٹھاتے۔ کیا جانور اپنا رزق اٹھائے ہوئے پھرتے ہیں؟ کبھی تم نے دیکھا جانوروں کو تمہارے پیچھے تو لدے ہوئے ہوتے ہیں نا کوئی ٹرک ہے یا اُس زمانے میں کیا تھا کہ وہ جانوروں پر اپنا سامان لادے ہوئے ہوتے تھے اپنا کھانا پینا اجناس اور خانہ بدوشی کی زندگی تھی عربوں کے ہاں جہاں پانی نظر آیا، جہاں چارہ نظر آیا وہیں جا کے گھر بنا لیا بسیرا کر لیا تو کہا **وَكَأَيِّن مِّن دَابَّةٍ** کتنے ہی جانور ہیں **لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا** جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے پھر ان کو رزق کہاں سے ملتا ہے؟ وہ کہاں سے کھاتے ہیں؟ ان کا روزگار ان کو کیسے میسر آتا ہے؟ **اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ** اللہ ان کو رزق دیتا ہے مسلمانوں کو تسلی دی جارہی ہے کہ اے مسلمانوں میری خاطر، میرے دین کے خاطر، میری رضا کے خاطر جب تمہیں اپنا وطن چھوڑنا پڑے جب تمہیں جی جان کی بازی لگانی پڑے تو فکرِ روزگار تمہیں پریشان نہ کر دے تمہارے پاؤں کی زنجیر نہ بن جائے کتنے چرند پرند ،پانی کے اندر رہنے والے بھی جوحیوانات ہوتے ہیں تمہاری آنکھوں کے سامنے ہیں خشکی میں ہیں، پانی میں ہیں اور بعض ایسے ہیں جو تم نہیں جانتے پتھر کے اندر جیسے ایک تحقیق آئی تھی سامنے یہیں کہیں مغرب کی دنیا میں کسی ریاست میں کیا تھا کہ ایک غار تھا اور اس میں ایک مینڈک چلا گیا تو سوراخ تھا یا جو بھی جس سے وہ اندر داخل ہو گیا اب اس کے بعد دو تین مہینے وہ اندر رہا اب اس کے بعد وہ اس سے نکل نہیں سکتا تھا تو اس پہ ریسرچ

کی گئی کیونکہ سوراخ تو ابھی بھی موجود تھا لیکن وہ نکل کیوں نہیں پاتا اس کی کیا وجہ ہے آپ کیا سوچتی ہیں کیونکہ دو تین مہینے بعد اس کا سائز (جسم،جثہ) بڑا ہو گیا تھا جب وہ اندر گیا تو چھوٹا تھا کچھ عرصہ جب وہ اندر رہا تو بڑا ہو چکا تھا اب وہ نکل نہیں سکتا تھا تو پتھر کے اندر غار کے اندر(میں اس بات کو یہاں پہ بتانا چاہتی ہوں آپ اس بات پہ دیکھیں) اس کو رزق کس نے دیا؟ اللہ دیتا ہے رزق۔ پہاڑوں کے اندر، پتھروں کے اندر، زیر زمین، مختلف جگہ پہ یہ جو حشرات الارض ہیں یا جانور ہیں جو جیتے ہیں تو رزق تو ان کے پاس نہیں ہوتا کہاں سے کھاتے ہیں **اللّٰهُ يَرْزُقُهَا** اللہ ان کو رزق دیتا ہے **وَإِيَّاكُمْ** اور تمہارا بھی وہی رازق ہے تمہارے رزق کا بھی انتظام کرنے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہے اور ہمارا حال کیا ہے

؎ تجھ سے بھی دل فریب ہے غم روزگار کے
غم عشق اگر نہ ہوتا غم روزگار ہوتا

تو ہمیں تو سب سے زیادہ جو مسئلہ پڑا رہتا ہے پیٹ کا مسئلہ اس کے لئے نمازیں جا رہی ہیں اس کے لئے حلال حرام کی تمیز نہیں ہے اس کے لئے سود پہ راضی ہیں اس کے لئے حقوق العباد متاثر کرتے ہیں اور نہ جانے کیا کیا عجیب ایک طمع ہے جو انسان کی فطرت میں ایسے لگتا ہے کے اندر کوٹ کوٹ کے بھرے ہوئے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں جو لوگ رہے، جو ایمان لائے تو انہوں نے اللہ کی خاطر ہر طرح کی قربانیاں دیں انہوں نے دنیا کے اسباب سے قطع تعلق کر کے اپنے رب پر بھروسہ کیا ایمان کے خاطر ہر خطرہ سہنے اور ہر طاقت سے ٹکرا جانے کے لئے وہ تیار ہو گئے اور جب وقت آیا کہ تم اپنے گھر بار چھوڑ دو تو گھر بار بھی چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے تو انہوں نے اعتماد کس پہ کیا تھا؟ اللہ پر کیا تھا انہیں اس بات پر یقین تھا کہ ہمارا ایمان اور ہماری نیکی اس کا اجر کبھی ضائع نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہی اپنے مومن بندوں کی دنیا میں بھی معاونت کرتا ہے، دستگیری کرتا ہے اور آخرت میں بہترین اس کے عمل کی جزاء دے گا ۚ **وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ** وہ ہی سب کچھ سنتا اور جانتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ سننے والا بھی ہے اور وہ جاننے والا بھی ہے اللہ کی دو صفات یہاں پر بیان کی گئی ہیں اور کیوں ؟ مسلمانوں کو تسلی دینے کے لئے ان کے ایمان کو بڑھانے کے لئے کہ اللہ تعالیٰ کو پتہ ہے کہ تم کیسی باتیں کرتے ہو اور کیسے تمہارے ساتھ معاملات ہو رہے ہیں کیسا تمہیں ستایا جا رہا ہے وہ سن رہا ہے **سَمِيعُ** سننے والا ہے اور وہ **عَلِيمُ** جاننے والا ہے۔ کافر کیا کر رہے ہیں مسلمان اللہ کی خاطر کیا کیا کر رہے ہیں اللہ دونوں کے رویے دیکھ رہا ہے دونوں کی باتیں سن رہا ہے وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے تمہاری نیکیاں، تمہاری کوششیں، تمہاری قربانیاں بالکل بھی رائیگاں نہیں جائیں گی۔ آپ دیکھئے حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی یہی بات کہ اللہ رزق دینے والا ہے بڑے خوبصورت انداز میں کہی انہوں نے اپنے لوگوں کو کہا تم اللہ اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کرسکتے۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنی جان کی فکر نہ کرنا کہ ہم کیا کھائیں گے یا کیا پئیں گے ؟ اور نہ اپنے بدن کی کہ کیا پہنیں گے ؟ کیا جان خوراک سے اور بدن پوشاک سے بڑھ کر نہیں ؟ ہوا کے پرندوں کو دیکھو نہ بوتے ہیں نہ کاٹتے، نہ کوٹھیوں میں جمع کرتے ہیں تو بھی تمہارا آسمانی باپ ان کو کھلاتا ہے۔ کیا تم ان سے زیادہ قدر نہیں رکھتے ؟ تم میں ایسا کون ہے جو فکر کرکے اپنی عمر میں ایک گھڑی بھی بڑھا سکے ؟ اور پوشاک کے لئے کیوں فکر کرتے ہو ؟ جنگلی **سوسن** کے درختوں کو غور سے دیکھو کہ وہ کس طرح بڑھتے ہیں۔ وہ نہ محنت کرتے نہ کاتتے ہیں۔ تو میں بھی تم سے کہتا ہوں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بھی باوجود اپنی ساری شان و شوکت کے ان میں سے کسی کے مانند ملبسّ نہ تھا(یعنی اس کے پاس وہ لباس نہیں تھا جو جنگل کے درختوں یا پھولوں کے پاس ہے) پس جب خدا میدان کی گھاس کو جو آج ہے کل تنور میں جھونکی جائے گی ایسی پوشاک

پہناتا ہے تو اے کم اعتقادوں تم کو کیوں نہ پہنائے گا ؟ اس لئے فکر مند ہو کر یہ نہ کہو کہ ہم کیا کھائیں گے یا کیا پئیں گے یا کیا پہنیں گے ؟ کیونکہ ان سب چیزوں کی تلاش میں غیر قومیں رہتی ہیں اور تمہارا آسمانی باپ جانتا ہے کہ تم ان سب چیزوں کے محتاج ہو۔ بلکہ تم پہلے اس کی بادشاہی اور اس کی راست بازی کو تلاش کرو تو یہ سب چیزیں بھی تم کو مل جائیں گی۔ پس کل کے لئے فکر نہ کرو کیونکہ کل کا دن اپنے لئے آپ فکر کرلے گا۔ آج کے لئے آج ہی کا دکھ کافی ہے۔ " **(متی)**۔ تو دراصل حضرت مسیح علیہ السلام بھی اپنے لوگوں کو **"مقصدیت"** بتا رہے ہیں اللہ کی بندگی اور اللہ کی بندگی کے تحت یہ چیزیں ہونی چاہئے تو یہاں پہ بھی مسلمانوں کو یہی بات بتائی جا رہی ہے **اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ** پھر فرمایا

آیت نمبر 61۔ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ
ترجمہ۔ اگر تم اِن لوگوں سے پُوچھو کہ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے اور چاند اور سُورج کو کس نے مسخّر کر رکھا ہے تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے، پھر یہ کدھر سے دھوکا کھا رہے ہیں؟

اگر تم ان لوگوں سے پوچھو، اگر تم ان لوگوں سے سوال کرو اب آپ دیکھیں کن سے سوال کرنے کو کہا جا رہا ہے؟ اہل مکہ سے رخِ کلام دوبارہ کفار مکہ کی طرف مڑتا ہے اور سوال کون کرے گا؟ حضرت محمد ﷺ اور آپ کے ساتھ جو بھی مسلمان تھے جو ایمان لائے تھے ان سے کہا جا رہا ہے کہ اگر تم ان سے سوال کرو اگر تم ان سے پوچھو تو یہ کیا جواب دیں گے اور آپ سوال کیا پوچھیں گے کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور چاند کو اور سورج کو تو **لَيَقُولُنَّ اللَّهُ** تو وہ ضرور بہ ضرور جواب دیں گے تو اب آپ دیکھیں کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ یہ بات تو مانتے تھے کہ آسمان، زمین ،سورج اور چاند ان سب کو پیدا بھی اللہ نے کیا اور مسخر بھی اللہ نے کیا پہلا سوال ہے؟ **مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ** آسمان اور زمین کی پیدائش کس نے کی؟ وہ خالق تو **اللہ** کو مانتے تھے **وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ** اور سورج اور چاند کو مسخر کس نے کیا؟ وہ کیا جواب دیں گے؟ **لَيَقُولُنَّ اللَّهُ اللہ** نے ان کو پیدا کیا ہے، اللہ نے ان کو مسخر کیا ہے **فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ** پھر یہ کدھر سے دھوکا کھا رہے ہیں تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ کدھر سے وہ دھوکہ کھا رہے ہیں **افک** کسے کہتے ہیں کسی چیز کو الٹا کر دینا اب آپ دیکھیں یہ اوپر چھت ہے اور چھت کو اگر نیچے رکھ دیا جائے زمین اوپر چلی جائے تو یہ ہے الٹا، اب گلاس ہے گلاس کو الٹا کر دیا جائے، جگ ہے جگ کا جو پیندے والا حصہ اس کو اوپر کر دیا جائے اور منہ کا نیچے کر دیا جائے گویا کہ کسی چیز کا رخ پلٹ دینا، الٹا کر دینا اس کو گویا کہ الٹا پھر جانا اب یہاں پہ **يُؤْفَكُونَ** پھر یہ کدھر سے دھوکہ کھا رہے ہیں **فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ** ان کا الٹا پھرنا کیا تھا؟ کہ جب اللہ کو خالق مانتے ہیں جب مانتے ہیں کہ اللہ کی کائنات میں حکومت ہے تو پھر اللہ کی یہ بندگی کیوں نہیں کرتے پھر یہ شرک کیوں کرتے ہیں تو اب یہاں پر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے لئے دلائل دیئے جا رہے ہیں اور اللہ کی بندگی کے لئے دلائل دیئے جا رہے ہیں فرمایا

آیت نمبر 62۔ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ
ترجمہ۔ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں میں سے جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کرتا ہے، یقیناً اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے

اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ اللہ کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لئے وہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے یعنی جس کا چاہتا ہے رزق کھلا کر دیتا ہے **وَيَقْدِرُ لَهُ** اور تنگ کر دیتا ہے اس کے لئے تو اصل میں **وَيَقْدِرُ لَهُ** جو ہے اس سے پہلے بھی ہے **لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ** کہ اپنے بندوں میں سے جس کا چاہتا ہے کھلا کرتا ہے جس کا چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے ایسا کیوں ہوتا ہے؟ **إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ** یقیناً اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے تو یہاں بھی بتایا جارہا ہے کہ رزق کی کمی بیشی اللہ کے اختیار میں ہے جب اللہ آسمانوں اور زمین کا خالق ہے جب سورج اور چاند کو اللہ نے ہماری خدمت میں سرگرم کر رکھا ہے تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ رزق کے خزانوں کا مالک کوئی اور بن بیٹھے ایسا نہیں ہو سکتا تو وہی اللہ جو خالق ہے جو مالک ہے وہی رزاق بھی ہے اچھا رزق کے دینے میں کسی کو کم یا کسی کو زیادہ اس میں کیا ہے اللہ کی مرضی ہے اور اللہ رزق کی کمی بیشی کی جو تقسیم ہے وہ کس بنا پہ کرتا ہے؟ **إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ** اپنے علم اور حکمت کی بنا پر اللہ تعالیٰ کو زیادہ پتہ ہے کہ کس کو کتنا رزق دینا ہے اللہ کے پاس یہ علم ہے اللہ تعالیٰ حالات، مصلحتیں اُن سے زیادہ باخبر ہے اب اس میں کسی کی رائے کی ضرورت نہیں ہے کہ فلاں کا رزق زیادہ کیوں ہوا اور فلاں کا رزق کم کیوں ہوا ہے تو اصل بات جو یہاں پہ سکھائی جارہی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کی حکمتیں پوشیدہ ہیں کسی کو امیر بنانے میں، کسی کو غریب بنانے میں تو پھر ہونا کیا چاہئے کہ اللہ کی حمد اور اللہ کی پاکی بیان کرنی چاہئے اور مثلاً دلیل میں آپ اس **حدیث** کا حوالہ یہاں دے سکتی ہیں۔ **حدیث** کا مفہوم ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ایک شخص جنگل میں کھڑا تھا اس نے بادل سے آواز سنی کسی نے آواز دی کہ فلاں آدمی کے باغ کو پانی پلاؤ چنانچہ بادل ایک طرف چلا اور اپنا پانی ایک سنگلاخ زمین پر انڈیل دیا اچانک نالوں میں سے ایک نالے نے سارا پانی جمع کر لیا وہ آدمی پانی کے پیچھے چلا دیکھا کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا ہے اور اپنے بیلچے سے پانی ادھر ادھر تقسیم کر رہا ہے اس آدمی نے کہا اللہ کے بندے تمہارا کیا نام ہے اس نے کہا فلاں وہی نام جو اس نے بادل سے سنا تھا پھر اس نے پوچھا کہ اے اللہ کے بندے تو نام کیوں پوچھتا ہے اس نے کہا میں نے اس بادل سے جس کا یہ پانی ہے آواز سنی تھی کہ فلاں کے باغ کو پانی پلا اور تیرا نام لیا۔ تو اپنے باغ میں کیا کرتا ہے اس نے کہا جب تو نے پوچھا ہے تو میں بتا دیتا ہوں کہ جو کچھ میرے باغ میں پیدا ہوتا ہے اس کا تہائی حصہ صدقہ کر دیتا ہوں اور ایک تہائی میں میں اور میرا عیال کھاتا ہے اور ایک تہائی اس باغ میں لگا دیتا ہوں (یہ صحیح مسلم کی روایت ہے) ۔ اسی طرح ایک اور دلیل ہے **حدیث** کا مفہوم ہے " کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ صدقہ کا کچھ مال تقسیم فرما رہے تھے۔ آپ نے سب کو نہیں دیا، کسی کو دیا اور کسی کو چھوڑ دیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس تقسیم کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا میں اس شخص کو مال دیتا ہوں جس کے دل میں بےچینی اور بوکھلایا پن پاتا ہوں۔ حالانکہ جن لوگوں کو نہیں دیتا وہ مجھے ان سے زیادہ محبوب ہوتے ہیں جنہیں میں یہ مال دیتا ہوں اور جن محبوب لوگوں کو نہیں دیتا تو اس وجہ سے اللہ نے ان کے دلوں میں سیرچشمی اور بھلائی رکھی ہوتی ہے۔ ایسے ہی لوگوں میں سے ایک عمرو بن تغلب ہے۔ حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم کہ جو خوشی مجھے رسول اللہ ﷺ کی اس بات سے ہوئی اگر مجھے سرخ اونٹ بھی ملتے تو اتنی خوشی نہ ہوتی"۔ (بخاری کی روایت ہے)اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تقسیم کرتے تھے، صدقات آتے تھے میں نے آپ کو کل کے سبق میں بتایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا وہ بھی آئیں ہیں تو بیٹی کو کچھ نہیں دیا تسبیح بتا دی کہ تم تسبیح کرو اسی طرح بڑے بڑے صحابہ آپ کے بہت پیارے ہوتے تھے بڑی انہوں نے قربانیاں دی ہوتی تھیں ان کو نہیں دیتے تھے **تالِيفِ قَلْب**(دلوں کو مائل کرنا) کے لئے جن کے دلوں میں بے چینی محسوس کرتے تھے کہ ان کو دے دیا جائے تو حکمت سے ان کو

دے دیتے تھے اللہ رزق کی تقسیم کرتا ہے رسول اللہ ﷺ بانٹ رہے ہیں تو کیا ہے کہ اس میں بھی حکمت موجود ہے تو دنیا میں کوئی شخص یہ نہ سوچے کہ فلاں امیر ہے، فلاں غریب ہے تو کیوں اللہ تعالی نے اس کو زیادہ دیا اور کیوں اس کو کم دیا اور آپ کو پتہ ہی ہے کہ رزق سے مراد ایک تو کھانا پینا ہے باقی صلاحیتیں اولاد، علم، وقت اور اس کے علاوہ ذہانت، عمر جو چیزیں بھی دنیا میں انسان استعمال کرتا ہے اور خرچ کرتا ہے وہ ساری چیزیں رزق کے اندر آتی ہیں تو کبھی اس بات پر افسردہ نہیں ہونا چاہئے کہ مجھے اللہ تعالی نے کالا کیوں بنایا فلاں کو سفید کیوں بنایا، میرا قد چھوٹا کیوں ہے اس کا لمبا قد کیوں ہے، میں بدصورت ہوں تو فلاں خوبصورت کیوں ہے، میں غریب ہوں تو فلاں امیر کیوں ہے، یہ دنیا کا مال ہے اور اس کی تقسیم اللہ اپنی حکمت سے، اپنے علم کے بنا پر اور اپنی مرضی سے کرتا ہے **إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ** تو فکر کس کی کرنی چاہئے نیکیوں میں آگے بڑھنے کی اور نیکیوں میں آگے بڑھنے کیلئے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے کوئی بھی آگے بڑھ سکتا ہے " یہ مینہ اسی کی ہے جو بڑھ کر تھام لے"

آیت نمبر 63۔ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّن نَّزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِن بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ

ترجمہ۔ اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے آسمان سے پانی برسایا اور اِس کے ذریعہ سے مُردہ پڑی ہوئی زمین کو جِلا اٹھایا تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے کہو، الحمدللہ، مگر اکثر لوگ سمجھتے نہیں ہیں

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّن نَّزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِن بَعْدِ مَوْتِهَا

اور اگر تم سوال کرو ان سے اہلِ مکہ سے اگر تم پوچھو **مَّن نَّزَّلَ** کس نے اتارا، نازل کیا **مِنَ السَّمَاءِ** آسمان سے، کیا اتارا؟ **مَاءً** پَانِی۔ کہ آسمان سے پانی کس نے برسایا **فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ** پھر زندہ کیا **بِهِ** اس پانی کے ذریعے **الْأَرْضَ** زَمِین کو اور زمین کیسی تھی؟ **مِن بَعْدِ مَوْتِهَا** اس کی موت کے بعد کہ آسمان سے اللہ تعالی نے پانی برسایا اور اس کے ذریعے سے بنجر ،مردہ زمین کو جلا اُٹھایا اس کو زندگی بخش دی تو گویا کہ مشرکین مکہ سے ایک سوال کیا جا رہا ہے کہ خشک بے آب و گیاہ زمین جو ہے اس میں پانی کون نازل کرتا ہے، پانی کون برساتا ہے اور پھر پانی کے ذریعے مردہ زمین کو سرسبزو شاداب کون کرتا ہے تو جب آپ ان سے یہ سوال پوچھیں گے تو وہ کیا جواب دیں گے **لَيَقُولُنَّ اللَّهُ** ۚ وہ ضرور بَضرور کہیں گے **لَام** بھی ہے لَامِ تاکید اور **نُون** بھی ہے نُونِ تاکید وہ ضرور بَضرور پُکار اُٹھیں گے اللہ نے **قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ** کہو تعریف، حمد اللہ کے لئے ہے اور آپ کو پتہ ہے الحمد کے اندر دو معنی پائے جاتے ہیں ایک ہے تعریف اور دوسرا ہے شکر تو شکر اور تعریف دونوں معنی پائے جاتے ہیں۔ تعریف کے لائق اللہ ہے پھر اسی کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ **بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ** لیکن اکثر لوگ بے عقل ہیں اکثر لوگ یہ بات نہیں سمجھتے اب اس کا کیا مطلب ہے کہ اکثر لوگ عقل نہیں رکھتے تو مطلب یہ ہے اس بات کا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی فکر میں تضاد ہے خالق اللہ کو مانتے ہیں، مالک اللہ کو مانتے ہیں، رب اللہ کو مانتے ہیں، رزاق بھی اللہ کو ساری چیزیں تو اللہ کے لئے مانتے ہیں لیکن جب اللہ کے آگے جھکنے کا وقت آتا ہے جب اللہ کی بندگی کا وقت آتا ہے تو پھر یہ لوگ اپنے بتوں کو حاجت روا اور لائقِ عبادت سمجھتے ہیں یہ ہیں اس کے معنی **بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ** کہ اکثر لوگوں کے پاس عقل نہیں ہے۔ کیوں لوگوں کے پاس عقل نہیں ہے؟ کیوں لوگ گمراہ ہیں؟ کیوں شرک کرتے ہیں؟ اگلی آیت میں اس کا سبب بتایا جا رہا ہے

آیت نمبر 64۔ وَمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ ۚ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ
ترجمہ۔ اور یہ دنیا کی زندگی کچھ نہیں ہے مگر ایک کھیل اور دل کا بہلاوا اصل زندگی کا گھر تو دار آخرت ہے، کاش یہ لوگ جانتے

وَمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ اور نہیں ہے یہ دنیا کی زندگی مگر کھیل اور تماشہ **وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ** اور بے شک گھر آخرت کا **لَهِيَ الْحَيَوَانُ** آخرت کا جو گھر ہے دراصل وہی ہے **الْحَيَوَانُ** زندگی کا گھر، آخرت کا گھر ہی دراصل زندگی ہے، جینا ہے، حیات ہے **لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ** کاش یہ لوگ جانتے اب آپ دیکھئے کہ اس آیت میں بڑے خوبصورت انداز میں دنیا سے محبت کرنے والے جو لوگ ہیں جو دنیا کی زندگی کو اپنا اوڑھنا بچھونا سمجھتے ہیں اور دنیا کے بن کر جیتے ہیں اور دنیا ہی کی زندگی کو اپنی کامیابی اور ناکامی سمجھتے ہیں گویا کہ ان کی زندگی کا حاصل دنیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو جگا رہے ہیں ان کی غفلت کی زندگی پر پانی کے چھینٹے ڈال رہے ہیں دنیا سے محبت کرنے والوں سے کہہ رہے ہیں **وَمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ ۚ** کہ دنیا کی زندگی کچھ بھی نہیں ہے کیا ہے؟ ایک کھیل اور تماشا اب آپ دیکھیں کھیل اور تماشا کیا ہوتا ہے؟ بچے ہیں باہر ریت کا ڈھیر ہے جھولے لگے ہوئے ہیں ہمارے گھر کے باہر اور کبھی میں گزروں تو دیکھتی ہوں کہ بچے ریت کے گھر بناتے ہیں اور پھر اس کے بعد خود بھی مٹی مٹی ہوئے ہوتے ہیں اور اس کے بعد وہ ریت کا گھر جب وہ شام کو واپس آتے ہیں وہاں سے اٹھتے ہیں شام کو جب واپس آتے ہیں تو ریت کا گھر وہ توڑ دیتے ہیں اور کیا ہے؟ کہ ریت کا گھروندا اور ختم اسی طرح بچے اور کھیل کھیل کھیلتے ہیں کچھ دیر کا ہوتا ہے دنیا میں بہت سے لوگ ڈرامہ کرتے ہیں ڈرامے آپ نے بھی دیکھے ہوں گے ڈرامے میں مختلف لوگ مختلف کردار ادا کرتے ہیں اور کیا ہوتا ہے تھوڑی دیر بعد ڈرامہ ختم ہوجاتا ہے۔ تو اصل میں یہ دنیا کی زندگی میں میں اور آپ بھی کبھی بیٹی تھے اور آج بھی بیٹی ہیں پھر بیوی بنے پھر اس کے بعد ماں بنے پھر اس کے بعد اور بہت سے رشتے ناطے تو یہ سارے جو رشتے ناطے ہیں نا یہ سب کیا ہیں کھیل اور تماشا عارضی ہیں وقتی ہیں ناپائیدار ہیں یہ دنیا کی زندگی بس ظاہری ہے اور عارضی ہے تو اصل کیا ہے **وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ** اور بے شک جو آخرت کا گھر ہے **دار** وہ ہے رہنے والی جگہ اور وہ کیا ہے **لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۚ** وہی زندگی ہے۔ اب یہاں پہ یہ حیوان وہ نہیں ہے جو ہم کہتے ہیں اس کو آپ سمجھیں اصل میں یہاں پہ یہ لفظ **حَيَوَانُ** مصدر ہے اور مصدر آتا ہے تاکید کے لئے اور اس کی اصل تھا حَيَّان دو "ی" تھیں تو دوسری "ی" کہاں گئی جو دوسری "ی" تھی وہ وَاو سے بدل گئی تو اصل میں یہاں پہ اگر حیات آتا تو معنی کے اندر اتنی بلاغت نہیں تھی جتنی کہ **حَيَوَانُ** میں ہے۔ خاص لفظ ہے حیوان تو یہ حیاۃٌ سے زیادہ بلیغ ہے اس لئے اس کا استعمال کیا گیا کہ لوگوں کو یہ بات سمجھائی جائے کہ اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے **لَو كانوا يَعلَمونَ** کاش کہ وہ اس بات کو جانتے، کاش کہ وہ اس بات کا علم رکھتے تو دنیا کی زندگی اس کی قدر و قیمت پھر کس چیز میں ہے؟ یہ مت سمجھیں کہ جب دنیا کی زندگی کھیل تماشا ہے تو پھر ہم اس کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں اور سو کر یا کھا کر یا کھیل کر یا ایک دوسرے سے لڑ جھگڑ کر ہم اس زندگی کو ختم کر دیں نہیں اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے لیکن آخرت کی زندگی کاانحصار دنیا کی زندگی پر ہے کیونکہ دنیا کی زندگی یہ دار الامتحان ہے یہ مہلت الامتحان ہےاور جو ہمیشہ رہنے والی زندگی ہے وہ اس زندگی پر انحصار کرے گی تو اگر اس زندگی کو ضائع کر دیا اگر دنیا کی زندگی میں آخرت کی تیاری نہ کی رب کی رضا کی فکر نہ کی اگر رب کو راضی کرنے کا نصب العین ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو پھر نتیجہ کیا نکلے گا کہ پھر "نہ خدا ہی ملا

نہ وصال صنم" کچھ بھی نہیں ملے گا تو پھر کرنا کیا ہے کہ اس چھوٹی سی دنیا کی زندگی میں آخرت کی تیاری کرنی ہے تو دنیا کی زندگی کی مثال کیا ہے گویا کہ پانی کا ایک بلبلہ ہے

ے کہا میں نے کتنا ہے گل کا ثبات
کلی نے یہ سن کر تبسم کیا ہے

اور دنیا کی زندگی کی حقیقت آپ اس سے سمجھیں

ے کیجئے اور شرع زندگی کچھ سحر کچھ دوپہر کچھ شام ہے
کوئی سوتا ہو جیسے ڈوبتی کشتی کے تختے پر

اگر کچھ ہے تو بس اتنی سی دنیا کی حقیقت ہے

ہم دنیا کی زندگی میں یہی کہتے ہیں بچپن جوانی بڑھاپا کبھی کہتے ہیں بس صبح شام پتہ ہی نہیں چل رہا اور آگے شیشے کے کھڑے ہوتے ہیں تو اوہ اوہ میرے بالوں میں بھی سفید بال آنے لگے ہیں تو یہ سفید بال کیوں آرہے ہیں یہ اس لئے آرہے ہیں یہ بتانے کے لئے آرہے ہیں کہ اب تیرا دنیا سے چل چلاؤ کا وقت زیادہ قریب آ لگا ہے تو دنیا میں رہنا ہے آخرت میں جینا ہے آپ یہ فقرہ یاد کر سکتے ہیں یہ فقرہ اپنے دلوں کو بتا سکتے ہیں دنیا میں رہنا ہے آخرت میں جینا ہے اور مادیت سے اوپر اٹھ کر روحانیت کی فکر کرنی چاہئے اپنے جسم کے لئے اپنے مادے کے لئے تو دن رات لگے رہتے ہیں روح کی بالیدگی کے لئے روح کی غذا کے لئے روح کی تعمیر کے لئے میں اور آپ کیا کرتے ہیں اور وہ کیا ہے اپنے اخلاق کو سنوارنا، اپنی عبادات کی فکر کرنا، عقائد کو مضبوط کرنا حسن سیرت اور حسن اخلاق کے پھل اور پھول لگانا تو اہل مکہ جن کے پاس باغیچے تھے سرداریاں تھیں جو امیر تھے تو وہ کیا کرتے تھے؟ وہ ایمان لانے والوں پر ظلم و ستم کرتے تھے اور اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی گمراہی کا سبب بتایا کہ ایک طرف ان کے پاس دنیا ہے دوسرے طرف یہ دنیا ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں تو اصل بات کیا ہے کہ دنیا کی زندگی ایک کھیل اور دل لگی کے سوا کچھ بھی نہیں

ے زندگی انساں کی ہے مانندِ مرغِ خوش نوا
شاخ پر بیٹھا، کوئی دم چہچہایا، اُڑ گیا

ے اے شمع تیری عمر طبعی ہے ایک رات
ہنس کر گزار دے یا اسے رو کر گزار دے

تو یا ہنس کر گزار دے یا رو کر رات ایک ہی ہے دن زندگی کے یہی چند ہیں تو کیا کرنا ہے

ے دن زندگی کے مانگ کے لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

اب آپ نے ہفتہ ایک چھٹیاں کیں کیا کیا اس میں؟ کچھ کیا؟ ایسے لگتا ہے کہ بس یوں ہی گزر گئے ایک آج کی کل کی بات ہے کہ چھٹی ملی تھی اور آج ہمیں کہا جا رہا ہے کہ سکول آ جاؤ کلاس میں آ جاؤ ایسے لگتا ہے پر لگا کر وقت اڑ گیا چلا گیا۔ **لَوْ** کاش کے لئے آتا ہے **لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ** کاش لوگوں کو اس بات کا شعور ہوتا کاش مجھے اور آپ کو بھی اس بات کا شعور ہو اور میں اکثر اس بات کو سوچتی ہوں جب بھی گھر کو سجانے کی بات ہوتی ہے تو پھر میں سوچتی ہوں قبر کی کیا تیاری کی ہے؟ کیا قبر کے اندر روشنی کا انتظام کیا ہے ؟ کیا وہاں کھانے کا انتظام بھی ہے؟ کیا وہاں کوئی ساتھی بھی ہے کوئی غم خوار بھی ہے؟ کیا وہاں کی اندھیر نگری میں روشنی کا کوئی انتظام بھی ہے؟ یہاں پردے اچھے سے اچھے، صوفے اچھے سے اچھے، زیور اچھے سے اچھا۔ ایک دفعہ کسی نے ایک ہزار ڈالر دیئے اور اس کے بعد جب بات ہوئی تو میں نے کہا کہ کوئی بہت ضرورتمند تھا اس کو دے دیئے تو

بزرگ خاتون تھیں ماں کی طرح بہت پیار کرتیں ہیں کہنے لگیں (یعنی پیغام ملا) کہ وہ تو اس لئے دیئے تھے کہ کوئی چوڑی بنالو، تم اپنا کوئی زیور ہی بنالو تو میں نے کہا کہ چوڑی اور زیور پہن کےآپ کی شخصیت کچھ بدل تو نہیں جاتی ۔ کوئی بھوکا ہے کسی کے پاس گھر نہیں ہے کوئی بہت ضرورتمند ہے تو دنیا کی زندگی کی فکر کرنے سے پہلے کیا فکر کرنی چاہئے آخرت کی ہم سب کو فکر کرنی چاہئے آخرت میں جینے کی وہاں کپڑے ملیں گے، وہاں لباس ملے گا، وہاں بچھونا کیا ہوگا، کیا جنت مل سکے گی؟ پھر جنت کا کون سا درجہ ہوگا؟ میں اکثر اس بات پر سوچتی ہوں جیسے یہ علاقہ،آبادی ہے یہاں پہ ساٹھ ستر کے قریب گھر ہیں اور چار کمروں والے صرف چار گھر ہیں اکثر لوگ کہتے ہیں کہ وہ چار کمروں والا گھر کیسے مل سکتا ہے؟ تو دنیا میں ہم دو سے تین، تین سے چار کمروں والے گھر کی فکر کرتے ہیں وہ صرف چار ہی ہیں اور پھر کیا ہے کہ ہر طرح سے چاہتے ہیں کہ جائز نہ جائز طریقے سے ہمیں مل جائے اور جب میں ہاؤسٹل میں پڑھتی تھی تو پارٹ ون میں ہاؤسٹل میں پنجاب یونیورسٹی میں نیو کیمپس میں بہت خوبصورت مریم ہال تھا اس میں تین میرے خیال میں ایسے کمرے تھے جو پہلے سال میں بھی ملتے تھے اور دوسرے سال میں بھی ہوتے تھے تو فرسٹ ائیر میں جو کمرہ ملتا تھا اس میں تین لوگوں نے رہنا تھا اور جو دوسرے سال میں ملتا تھا وہ پہلے سال کے نمبروں پر ملتا تھا اور جو تین ایسے تھے جس میں ڈبل بالکونی تھی تو اور جب پہلے سال میں تھے تو حسرت سے لوگ کہا کرتے تھے فلاں فلاں کو دو بالکونی والا گھر ملا ہے اور یہ نہیں سوچتے تھے کہ دو بالکونی والا کمرہ ملا کیوں؟ نمبر، محنت اور الحمدللہ پہلے سال میں مجھے دو بالکونی والا کمرہ ملا تو الحمدللہ اللہ کی خاص توفیق سے دوسرے سال میں بھی۔ لوگوں کیلئے جیسے مختلف وقت تھا کوئی آ رہا ہے کوئی جا رہا ہے تو چابی لوگوں کے پاس ہوتی تھی ظاہر ہے کہ ہاسٹل میں جگہ اتنی نہیں ہوتی کہ کوئی آ کے رہ سکے اور باہر سے بھی بعض اوقات لوگ آتے ہیں تو بعض اوقات کیا ہوتا ہے کہ ہم اسی چکر میں رہتے ہیں کہ دو بالکونی ہیں اسی میں خوش ہوتے رہتے ہیں لیکن اس دو بالکونی والے کمرے کو بھی ہم اللہ کی رضا کے لئے وقف کر دیں اور بہت سے لوگ ایسے کرتے ہیں تو بات یہ نہیں ہے کہ دنیا میں مجھے اور آپ کو کیا ملا چھوٹا گھر ہے بڑا گھر ہے تھوڑے کمرے ہیں زیادہ کمرے ہیں۔ بعض اوقات مجھے بڑا عجیب بھی لگتا ہے کہ جیسے بعض گھروں میں جس میں میرا گھر بھی ہو سکتا ہے اور آپ کا بھی ہم گھر بہت زیادہ سجاتے ہیں پھر میں سوچتی ہوں کہ گھر سجانے پر کتنے پیسے لگے ہوں گے پھر اس کے لئے ایک جگہ باقاعدہ شوکیس رکھنا پڑتا ہے جس میں آپ اس کو سجا کر کے رکھ سکیں پھر آپ یہ چاہتی ہیں کہ دوسروں کے کرسٹل سے اچھا میرا کرسٹل ہو۔ ہو سکتا ہے میں بھی ایسا ہی چاہتی ہوں۔ ان کے ڈیکوریشن سے اچھا میرا ڈیکوریشن ہو لیکن ان سب کا حاصل کیا ہے اگر ڈیکوریشن نہ ہوں ہمارے گھر میں تو پھر کیا ہوگا کبھی لمحے بھر کے لئے تھوڑی دیر کے لئے میں اور آپ سوچیں مطلب جیسے ایک نفاست ہو، ایک وقار ہو، ایک حسن ہو، ایک ترتیب ہو، ایک سلیقہ ہو جو کچھ بھی ہو تو یہ جو سجاوٹ ہے یہ جو تصنع(دکھاوا) ہے یہ جو بناوٹ ہےتو اسی میں کہیں میں اور آپ اپنا سارا وقت نہ ضائع کر دیں پیسے نہ ضائع کر دیں اسی کی فکر میں اسی کی لگن میں۔ ہم اس لئے درس گھر میں نہیں رکھتے کہ سجاوٹ خراب ہو جائے گی صوفے خراب ہو جائیں گے دیواریں خراب ہو جائیں گی اللہ کے دین کے لئے وہ گھر ہم استعمال نہیں کر سکتے۔ جتنا زیادہ سجاتے ہیں بچے بھی چلے جائیں ان چیزوں کے پاس کہتے ہیں کتنی دفعہ کہا ہے اس جگہ نہ آیا کرو آپ سوچیں اپنی سجاوٹ کی وجہ سے کتنی دفعہ ہمارا اخلاق خراب ہوتا ہے۔ بچے تو بچے ہیں وہ تو جائیں گے لیکن ہم ان کو پھر ناراض ہوتے ہیں ٹھیک ہے ہمیں بچوں کو بھی سب کچھ سکھانا ہے لیکن اصل

بات کیا ہے یہ جینا جو دنیا کا جینا ہے یہ جینا نہیں ہے آخرت میں جینا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہاں پر یہی بات کہی **وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ**

دنیااگر مل بھی گئی تو اس کے بعد کیا

شاخ شاخ پہ پھول سجا پھر اس کے بعد کیا

پیشانئ بہار پہ تحریر ہےخزاں

دنیا اگر مل بھی گئی پھر اس کے بعد کیا

اب اللہ تعالیٰ نے اس مثال سے بھی کیا بات سکھائی کہ گمراہی کا سبب دنیا سے محبت ہے آخرت کی تیاری نہ کرنا اور ہجرت نہ کرنا اور موت سے ڈرنا اور رزق کے لئے فکر کرنا کوشش تو کرنی ہے لیکن وکیل اللہ کو بنانا ہے۔ تو انسان کے اندر جو ساری برائیاں پیدا ہوتی ہیں اس کا ایک ہی مرض ہے اور وہ بنیادی مرض ہے اور وہ سب سے بڑا مرض ہے کہ دنیا سے محبت **بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا () وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ** (16,17- سورت الاعلیٰ) مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو () حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے ()۔ قرآن میں بار بار یہ مضمون بیان ہوا ہے لیکن میرا دل بڑا ہی اداس ہوتا ہے اس بات پہ کہ اب تک ہم نے بھی کتنی ہی دفعہ پڑھا کہ دنیا مختصر ہے، عارضی ہے، آخرت ہمیشہ رہنے والی ہے پھر میں اور آپ آخرت کی تیاری کیوں نہیں کرتے؟ کیوں آخرت کی تیاری کیلئے میرے اور آپ کے اندر ایک لگن ایک شوق ایک محبت پیدا نہیں ہوتی ؟ کیوں ہم آخرت کی محبت میں روتے نہیں ہیں کہ آخرت کا گھر میرا ہے کہ نہیں کوئی اینٹ بھی ابھی رکھی ہے کہ نہیں بنیادیں کھودی ہیں کہ نہیں اور بنے گا تو کیا بنے گا کیوں دنیا کے پیچھے کھوئے کھوئے روئے روئے سوئے سوئے رہتے ہیں کیوں دنیا کے پیچھے میں نے اور آپ نے اپنی جوانیوں کو ضائع کر دیا کتنی دفعہ آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں یہ سوچ کر کے والدین کا گھر تو کتنا خوبصورت گھر تھا کتنا اچھا گھر تھا اور کیسی سہولتیں تھیں اور شادی کے بعد کتنے مسائل ہیں کبھی کہتے ہیں کہ یہاں پہ اتنی محنت مشقت ہے اور روتے ہیں اپنے گھر کے لئے اور عجیب سی ہوک سی اٹھتی ہے جیسے ایک دوست نے پچھلے دنوں نیا گھر لیا تو کہنے لگیں بہت سی اچھی چیزیں تھیں وہ بھی سب چھوڑ دیں کہ نئے گھر میں نئی چیزیں اچھی لگتی ہیں تو میں نے کہا کہ پھر یہ نئی چیزیں آپ نے اب لی ہیں کہنے لگیں نہیں بہت دنوں سے میں ایک ایک کر کے خریدتی جا رہی تھی اور اب جب نئے گھر آئے تو اب ساری نئی چیزیں میں نے اس میں سجائی ہیں اور بنائی ہیں اور واقعی اچھی بھی لگتی ہیں اور وہ جو ایک آدھ پرانی بھی ہیں تو وہ اس میں جچتی ،سجتی نہیں ہیں تو میں اور آپ کیا کرتے ہیں یہی کچھ تو کرتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتی کہ کسی کو اللہ دیتا ہے تو وہ اس کو استعمال نہ کرے قرآن یہ نہیں کہتا بلکہ اللہ جب دے تو پھر حضرت سلیمان اور داؤد علیہ السلام کی طرح بن کر اللہ کی بندگی کی جائے جب اللہ نوازے تو پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بنا جائے پھر حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی طرح بنا جائے اور بہت سے صحابہ اور صحابیات تو اصل بات کیا ہے **لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ** کاش کہ وہ جانتے پھر اس کے بعد اللہ رب العزت ایک اور دلیل دیتے ہیں کہ دنیا کی زندگی سے جو محبت کرتے ہیں دنیا میں مگن ہوتے ہیں مست ہوتے ہیں کیسی ان کی مستی ہوتی ہے؟

آیت نمبر 65۔ فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ

ترجمہ۔ جب یہ لوگ کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کر کے اُس سے دُعا مانگتے ہیں، پھر جب وہ اِنہیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو یکایک یہ شرک کرنے لگتے ہیں

فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ جب وہ سوار ہوتے ہیں کشتی میں **دَعَوُا اللَّهَ** تو پکارتے ہیں اللّٰہ کو **مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ** خالص کر کے اسی کے لئے دین کو تو دنیا کے سرمستوں کی مثال کشتی کے مسافروں جیسی ہے اب کشتی چل رہی ہوتی ہے ہوا کے ساتھ ساتھ رواں دواں ہوتی ہے لوگ بھی خوب مگن ہوتے ہیں اب ہوتا کیا ہے کہ طوفان آ گیا یا کشتی کسی گرداب میں پھنس گئی (یا تو پانی کی لہروں میں طغیانی آگئی ہے یا ہواؤں کے گرداب میں کشتی پھنس گئی) اب جب کشتی لہروں کی زد میں آگئی تو اب کیا کرتے ہیں؟ لوگ اپنے دین کو خالص کر کے اللّٰہ کو پکارنے لگتے ہیں۔ تو دین کے کیا معنی ہیں آپ پڑھ ہی چکیں جب آپ نے سورت الفاتحہ کو پڑھا تو آپ نے دین کے معنی پڑھے تھے **مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ (4)** تو وہاں کیا پڑھا تھا کہ دین کے معنی قیامت کا دن، روز جزا کا مالک تو دین کے مختلف معنی ہیں ایک معنی ہے روز جزا کا مالک دوسرے معنی ہے کسی ملک کا قانون سورت یوسف میں آپ پڑھ چکیں اور تیسرے معنی کیا ہیں **إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ** (19۔ سورت آل عمران) کہ دین اللّٰہ کے نزدیک اسلام ہے زندگی گزارنے کا طریقہ دین ہے تو اللّٰہ رب العزت کہتے ہیں کہ اس وقت وہ اتنے خالص ہو جاتے ہیں کیونکہ کشتی پھنسی ہوئی ہوتی ہے اور اب ان کی زندگی اور ان کی موت کا انحصار اس کشتی پر ہوتا ہے مشکل میں گھر گئے ہیں اب مشکلات میں ایک اللّٰہ کو پکارتے ہیں کیا کہا؟ **دَعَوُا اللَّهَ** پکارتے ہیں اللّٰہ کو **مُخْلِصِينَ** مخلص **لَهُ الدِّينَ** اسی کے لئے دین کو مخلص کر کے کیا مطلب ہے کہ اللّٰہ تعالی بس اب تو تیری ہی بندگی ہے کسی طرح اللّٰہ ایک دفعہ مجھے ساحل پر پہنچا دے پھر اللّٰہ کی بندگی کا وعدہ کرتے ہیں کہ اللّٰہ دین تیرا ہی ہے بس جو تو نے زندگی گزارنے کا طریقہ بتایا ہے میں اسی پر عمل کروں گی اسی پر ہم چلیں گے۔ پھر کیا کہتے ہیں کہ بس تو ہی مالک ہے روز جزا کا بھی قانون بھی تیرا ہے سب کچھ تیرا ہے **مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ** پھر جب اللّٰہ ان کو نجات دے دیتا ہے، جب اللّٰہ ان کو بچا کر لے آتا ہے کہاں؟ **إِلَى الْبَرِّ** خشکی کی طرف **إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ** تو یکایک یہ شرک کرنے لگتے ہیں۔ پھر کیا کرتے ہیں؟ پھر وہ بندگی کا وعدہ بھول جاتے ہیں پھر وہ مانگی ہوئی دعائیں، وہ وعدے، وہ اقرار سارے کے سارے بھول کر پھر گمراہی میں اور مستیوں میں کھو جاتے ہیں جیسے کہ پہلے کھوئے ہوئے تھے اور آپ کو وہ مشہور واقعہ تو یاد ہی ہوگا حضرت عکرمہ رضی اللّٰہ عنہ والا کہ مکہ کے لوگوں کی سوچوں میں اتنا تضاد تھا کہ جب فتح مکہ ہوئی تو حضرت عکرمہ رضی اللّٰہ عنہ مکہ سے بھاگ گئے کیوں بھاگ گئے؟ کہ رسول اللّٰہ ﷺ کی گرفت سے بچ سکے اب حبشہ جا رہی تھی یہ کشتی اور فورا اس میں جا کر بیٹھ گئے کشتی گرداب میں پھنس گئی اب کشتی میں جتنے لوگ سوار تھے ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ پورے خلوص سے رب سے دعائیں مانگو اس لئے کہ یہاں اللّٰہ کے سوا کوئی نجات دینے والا نہیں ہے حضرت عکرمہ رضی اللّٰہ عنہ نے جب یہ سنا تو کہا کہ اگر یہاں سمندر میں اس کے سوا کوئی نجات نہیں دے سکتا تو خشکی میں بھی اس کے سوا کوئی نجات نہیں دے سکتا اور اسی وقت اللّٰہ سے عہد کیا کہ اگر میں خیریت سے ساحل پر پہنچ گیا تو میں رسول اللّٰہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر لوں گا اور مسلمان ہو جاؤں گا چنانچہ جب ان کو نجات وہاں سے ملی تو انہوں نے اسلام کو قبول کر لیا تو ان کو وہ بات جو خشکی میں سمجھ میں نہ آئی وہ سمندر کی طغیانیوں میں جا کر سمجھ آئی لیکن انسان کا حال کیا ہے کہ جونہی مصیبت، تکلیف ہٹتی ہے تو وہ پھر شرک کرنے لگتا ہے تو یہ ایک مثال ہے جس کا مطلب ہے کہ مصیبت میں انسان اللّٰہ کو یاد کرتا ہے جب سہولت ملتی ہے تو پھر اللّٰہ کو بھول جاتا ہے جیسے بیماری ہو گئی کوئی حادثہ ہو گیا نوکری چلی گئی تو اللّٰہ کی طرف رجوع کر لیا جونہی دن اچھے ہوئے پھر انسان بھول جائے شرک کرے تو ایسا انسان کیوں کرتا ہے ؟

آیت نمبر 66۔ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوا ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ

ترجمہ۔ تاکہ اللہ کی دی ہوئی نجات پر اس کا کفران نعمت کریں اور (حیات دنیا کے) مزے لوٹیں اچھا، عنقریب اِنہیں معلوم ہو جائے گا

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ تاکہ وہ کفر کرے ناشکری کرے جو کچھ ہم نے اس کو دیا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں انسان اس لئے ایسا کرتا ہے تاکہ وہ ناشکری کرے تاکہ وہ کفر کرے تاکہ وہ اللہ کی عطا کی ہوئی نعمتوں پر وہ ناشکری کرے، انکار کرے آپ دیکھیں یہاں "**لِ**" آیا ہے یہاں پر یہ **لامِ کئی** ہیں کئی کا مطلب کیا ہے؟ یہ علت کے لئے آیا ہے تو نجات کے بعد ان کا شرک کرنا اس لئے ہے کہ وہ کفران نعمت کریں کبھی لام عاقبت کا بھی آتا ہے۔ تو یہاں پہ لامِ علت ہے کیا مطلب ہے اس کا؟ کہ مقصد ان کا شرک کرنا ہے شرک کرتے ہیں تو پھر وہ کفر کرتے ہیں تو اللہ کی دی ہوئی نعمتیں پا کر اللہ کی بندگی کی بجائے وہ کفر کرتے ہیں وہ شرک کرتے ہیں کفر کرنا کیا ہے شریک کرنا کیا ہے؟ اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں اور ایسا پھر وہ کیوں کرتے ہیں دوسری وجہ بتائی **وَلِيَتَمَتَّعُوا** تَا کہ وہ **تَمَتَّعُوا** کریں کیا **تَمَتَّعُوا** کرے؟ حیاتِ دنیا کے مزے لوٹیں اس کے معنی کیا ہیں کہ دنیا کی زندگی میں اللہ نے جو نعمتیں ان کو عطا کی ہیں تو ان نعمتوں سے وہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں پھر کہتے ہیں **فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ** اچھا عنقریب انہیں پتہ چل جائے گا۔ تو ٹھیک ہے اب یہ کفر کر رہے ہیں یہ شرک کر رہے ہیں یہ اللہ کو خالق مالک رازق سب کچھ مانتے ہیں پھر اللہ کے آگے جھکتے نہیں اور دنیا کی زندگی میں سرگرم، مست ہیں تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ کب تک یہ دنیا کی زندگی کے مزے لوٹیں گے جلدی ان کو پتہ چل جائے گا کتنے دن یہ فائدہ اٹھائیں گے کتنے دن یہ مزے کریں گے جلدی ان کو پتہ چلے گا

آیت نمبر 67۔ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ

ترجمہ۔ کیا یہ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم نے ایک پر امن حرم بنا دیا ہے حالانکہ اِن کے گرد و پیش لوگ اُچک لئے جاتے ہیں؟ کیا پھر بھی یہ لوگ باطل کو مانتے ہیں اور اللہ کی نعمت کا کفران کرتے ہیں؟

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے بنایا حرم کو امن والا پھر اب یہاں ایک دلیل دی جارہی ہے اور دلیل کہاں سے دی قریش کی اپنی تاریخ سے دی کہ اے اہل قریش کیا تم نے دیکھا نہیں کہ حرم کو پر امن کس نے بنایا؟ حرم کو امن کس نے نصیب کیا؟ ہر خطرے سے آزاد ہو کر لوگ حرم کے علاقے میں امن کی، چین کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور اردگرد کے حالات کیا ہیں؟ **وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ** اور گِرد و پیش کے لوگ **وَيُتَخَطَّفُ** اُچک لئے جاتے ہیں جیسے کسی پر جھپٹا جھپٹی ہوتی ہے تو **وَيُتَخَطَّفُ** یہ مضارع مجہول ہیں اور اُچک لئے جاتے ہیں **النَّاسُ** لوگ **مِنْ حَوْلِهِمْ** اِرْدگِر سے تو شہر مکہ میں کمال درجے کا امن ان کو میسر ہے وہ کس نے امن دیا؟ کسی لات نے کسی ہبل نے یا عزیٰ نے تھوڑی ان کو دیا ہے کسی دیوی، دیوتا کی یہ مجال تھی کہ ایسا کرتا کہ ڈھائی ہزار سال سے عرب کے انتہائی بد امنی کے ماحول میں اللہ تعالیٰ نے ان کو فتنوں سے فسادوں سے محفوظ رکھا تو اس حرمت کو برقرار رکھنے والے ان کے بت ہیں یا ہم **أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ** کیا یہ پھر بھی باطل پر ایمان لاتے ہیں باطل کو مانتے ہیں **وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ** اور اللہ کی نعمت کے ساتھ کیا کرتے ہیں **يَكْفُرُونَ** کفران کرتے ہیں، اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں تو یہاں پر کیا بات بتائی جا رہی ہے کہ یہ سارا کچھ پانے کے بعد بھی افسوس کہ یہ لوگ باطل کا ساتھ دیتے ہیں اور رسول کا ساتھ نہیں دیتے قرآن پر ایمان نہیں لاتے تو اللہ کی نعمت سے یہ لوگ کفر کرتے ہیں اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں تو یہ بڑی واضح

دلیل ہے حرم کی دلیل، حرم کے پرامن ہونے کی دلیل تو گویا کہ نعمتِ تخلیق کی بات ہو نعمتِ **تَرْزُق** کی بات ہو یا تدبیر کی بات ہو تو یہ سارے کام کرنے والا جب اللہ ہے تو پھر ہونا کیا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی نعمتیں عطا کی ہیں آپ کو پتہ ہے نا امن اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے کسی کے پاس سب کچھ اور امن اس کو نہ ہو جیسے پاکستان میں ڈاکہ، چوری، قتل و غارت ہر وقت ایک خوف و ہراس کیسی کیفیت ہوتی ہے یا کسی ملک میں جنگ کے خطرات منڈلا رہے ہوں یا ملک کی دنیا کی سطح پر، بین الاقوامی سطح پر خوف و ہراس کی کیفیت میں اگر لوگ مبتلا ہیں تو کیا ہے ہر وقت ایک پریشان حالی رہتی ہے تو یہ امن بہت بڑی نعمت ہے۔ تو پیچھے بھی نعمتوں کا ذکر کیا **خَالِقُونَ، والرازقون** سارا کچھ دینے والا کون اور یہ امن کی نعمت بھی اللہ نے دی تو پھر ہونا کیا چاہئے تھا کہ اہل مکہ شرک نہ کرتے

آیت نمبر 68۔ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ
ترجمہ۔ اُس شخص سے بڑا ظالم کون ہو گا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا حق کو جھُٹلائے جب کہ وہ اس کے سامنے آ چکا ہو؟ کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم ہی نہیں ہے؟

وَمَنْ أَظْلَمُ کون ہے **أَظْلَمُ** زیادہ ظلم کرنے والا **أَظْلَمُ** کیا ہے؟ یہ اسم تفضیل ہے تو اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا **مِمَّنِ افْتَرَىٰ** جس نے گھڑا **(ف ر ی)** کے معنی کیا ہوتے ہیں چمڑے کا کاٹنا اور ویسے تو اصلاح کے لئے کاٹا جاتا ہے لیکن کس لئے کاٹنا؟ خراب کرنے کے لئے کاٹنا تو یہاں مراد کیا ہے؟ جھوٹ باندھنا پھر اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جو کہ جھوٹ باندھے **عَلَى اللَّهِ** اللہ پر **كَذِبًا** جھوٹ یعنی اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے **أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ یا** حق کو جھٹلائے۔ حق کیا ہے جس کو جھٹلانا؟ رسول اللہ ﷺ کو جھٹلایا، قرآن کو جھٹلایا۔ تو حق سے مراد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو جھٹلانا یا حق کو جھٹلائے **لَمَّا جَاءَهُ ۚ** جب کہ وہ اس کے سامنے آ چکا ہو اب آپ دیکھئے کہ یہاں اس کے کیا معنی ہیں کہ حق آنے کے بعد جھٹلائے۔ اگر کسی کے پاس حق ہی نہیں ہے تو ہو سکتا ہے وہ یہ عذر پیش کر سکے کہ مجھے پتہ نہیں تھا اب آ چکا ہے اس کے بعد اگر کوئی جھٹلائے تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے تو یہاں پر ایک طرف ظلم کرنے والا کہا جا رہا ہے اہل مکہ کو جو شرک کرنے والے تھے دوسری طرف کہتے ہیں اس کا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ اگر نبی نے رسالت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہےتو **وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا** خود ہی کہہ دیا کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو دعویٰ رسالت میں ایسا اقرار کیا تو ایسی بات تو کوئی نہیں ہے نا نبی نے اللہ کا نام لے کر جھوٹا دعویٰ کیا ہے اگر ایسا ہوتا تو یہ پھر بڑا ظلم تھا تو اصل بات کیا ہے کہ جب نبی نے ایسا نہیں کیا جب تم ایسا کر رہے ہو اور تم نے سچے نبی کو جھٹلایا ہے تو تم سے بڑھ کر ظالم کوئی نہیں ہے اہل مکہ نے تو رسول ﷺ اور قرآن کو جھٹلایا تو آج مسلمان کیا کر رہے ہیں اگر رسول ﷺ کو ہم نے اپنا رہنما نہیں بنایا اگر آپ کا اسوۂ حسنہ اپنی زندگیوں میں ہم نے نہیں اپنایا تو یہ بھی نبی کو جھٹلانا ہے اسی طرح اگر میں اور آپ اسی چکر میں رہتے ہیں کہ قرآن بس اوپر رکھا رہتا ہے یا کبھی کبھار کوئی مر جائے کوئی شادی ہو جائے کوئی خوشی کا موقع ہے تو کبھی کبھار یاد آتا ہے اور عام زندگی میں ہمارا اوڑھنا اور بچھونا نہیں ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ حق آنے کے بعد اس کو جھٹلایا ہے قرآن پاس ہے لیکن ہم نے اپنی زندگی کے اندھیروں کو قرآن کی روشنی سے منور نہیں کیا قرآن کی روشنی میں ہم سفر طے نہیں کر رہے ہیں اور تجوید سے پڑھنا بھی بڑی اچھی بات ہے حفظ کر لینا بھی بڑی اچھی بات ہے قرآت یہ بھی بڑی اچھی بات ہے قرآن کو ترجمہ تفسیر سے پڑھنا بھی بڑی اچھی بات ہے اور یہ ساری چیزیں جب جمع ہو جائیں گی تو پھر کیا ہوگا کہ عمل کیا جائے قرآن پر اور جب عمل ہو تو پھر یہ

کوشش ہوگی کہ دوسروں کو بھی اس کی طرف بلایا جائے قرآن کو لے کر جہاد کیا جائے لوگوں کے اندر قرآن پھیلایا جائے **اُتْلُ مَآ أُوحِيَ** آپ دیکھئے کہ 21 جز کے آغاز میں جو بات تھی اب یہاں پر سورت العنکبوت کے آخر میں بھی یہی بات ہے حق کو جھٹلایا نہ جائے اور جو رسول کو یا حق کو یا توحید کو جھٹلائے گا۔ **أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ** کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم ہی نہیں ہے؟ تو آپ کو پتہ ہے کہ یہاں پر **مَثْوًى** کہا جا رہا ہے تو **مَثْوًى** کے معنی کیا ہے؟ آباد کرنا، ٹھکانہ فراہم کرنا تو ان کو ٹھکانے کے طور پر جہنم ملے گی اور آپ سوچیں کہ خود ہی قرآن یہ کہتا ہے **وَ بِئْسَ الْمِهَاد** بڑا برا ہے وہ ٹھکانہ کہیں قرآن کہتا ہے **نَعْمَہ** کہیں قرآن کہتا ہے **بِئْسَ** تو پھر کیا کرنا چاہئے؟

آیت نمبر 69۔ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ
ترجمہ۔ جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کریں گے انہیں ہم اپنے راستے دکھائیں گے، اور یقیناً اللّٰہ نیکو کاروں ہی کے ساتھ ہے

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا اور وہ لوگ جو مجاہدہ کریں گے، سخت کوشش کریں گے یہاں پر **عَمِلُ** بھی تو آ سکتا تھا کہ وہ عمل کریں گے تو **عَمِلُ** کی بجائے **جَاهَدُوا** آیا اور **جَاهَدُوا** عام کام کرنا نہیں ہوتا انتہائی کوشش کرنا، انتہائی محنت اور مشقت کرنا اور آپ دیکھ لیں سورت العنکبوت جب آپ نے شروع کی تھی تو اس میں بھی اللّٰہ رب العزت نے آیت 6 میں کیا بات کہی تھی **وَمَن جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ۔** جو شخص بھی مجاہدہ کریگا اپنے ہی بھلے کے لیے کرے گا، اللہ یقیناً دنیا جہان والوں سے بے نیاز ہے۔ تو مجاہدہ کے معنی کیا ہیں کشمکش اور جدو جہد کرنا، ہمہ گیر ، ہمہ وقت کوشش کرنا، ہمہ وقت اللّٰہ کو راضی کرنے کی فکر کرنا، ہر آن، ہر لمحہ مجاہدہ ایک دن دو دن کا نہیں ہے عمر بھر کا ہے دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے ہر لمحے کا ہے کسی ایک میدان میں نہیں زندگی کے ہر پہلو اور ہر محاذ کا ہے اس لئے حضرت حسن بصری رحمہ اللّٰہ کہا کرتے تھے " آدمی جہاد کرتا ہے خواہ ایک دفعہ بھی وہ تلوار نہ چلائے"۔ دوبارہ اسی سبق کو جو سورت کے شروع میں تھا آخر میں یاد دلایا ہے **وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔** جو ہماری خاطر مجاہدہ کریں گے مجاہدہ کیا ہے؟ ایمان پھر آزمائش میں ثابت قدمی پھر توکل پھر ہجرت پھر جہاد پھر اللّٰہ کے لئے جینا اور اللّٰہ کے لئے مرنا یہ ان کی زندگی کا نصب العین بن جائے یہاں پہ آپ خاص بات دیکھیں **فِينَا** کہا ہے یہاں پہ **سَبِلِنَا** بھی تو اللّٰہ کہہ سکتا تھا ہمارے راستے میں **فِينَا یہاں پہ اِنْ** کے معنی میں ہے۔ **فِينَا** کے معنی گویا کہ یہاں پہ یہ ہیں کہ ہماری خاطر، ہماری رضا کے لئے، ہماری خوشنودی کے لئے یہاں پہ **فی"** آیا ہے یہ زیادہ جامع لفظ ہے تو معنی یہ ہیں کہ دینِ اسلام میں پیش آنے والی رکاوٹوں کو دور کرنے میں وہ اپنی پوری توانائی صرف کریں گے اپنے نفس سے جہاد، شیطان سے جہاد، معاشرے کے رسم و رواج سے جہاد ، سماجی دباؤ کی وجہ سے بہت سے لوگ برائی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے؟ زمانہ کیا کہے گا؟ شادی پہ دیکھ لیں کتنی زیادہ رسمیں ہیں ، موت پر دیکھ لیں سب رسم و رواج اس میں آتے ہیں۔ تو ایسے موقع پر وہ لوگ کیا کریں گے انتہائی کوشش کریں گے وہ ڈھ نہیں جائیں گے وہ جس طرف دنیا کا رخ ہے اس طرف بہہ نہیں جائیں گے اللّٰہ تعالیٰ نے کیا وعدہ کیا؟ **لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا** انہیں ہم اپنا راستہ ضرور بضرور دکھائیں گے **لام** بھی ہے اور پھر **نون** تاکید بھی ہے **لَنَهْدِيَنَّهُمْ** تو یہ **بابِ مُفَاعَلَۃ** استعمال کیا گیا ہے مقابلے کے معنی میں ہیں جس طرح کا ان کا مجاہدہ ہوگا اسی درجے پر اللّٰہ تعالیٰ انہیں اپنا راستہ دکھائیں گے جس طرح کی وہ کشمکش کریں گے اسی درجے کی اللّٰہ ان کو راہنمائی عطا کریں گے اپنی طرف آنے کی راہیں کھول دیں گے قدم قدم پر اللّٰہ انہیں بتائے گا یہ ہے میری طرف جانے کا راستہ، ہر موڑ پر انہیں

روشنی دکھائے گا کہ غلط راستہ کون سا ہے۔ صحیح راستہ کون سا ہیں۔ یہ جو ہے **فِينَا** مفسرین کہتے ہیں اس کے معنی ہے نیک نیتی ،اخلاص ،خیر طلبی تو جس شخص کے اندر نیک نیتی، اخلاص ،خیر طلبی جتنی زیادہ ہوگی اتنی زیادہ ان کے لئے دین کی راہیں کھلیں گی دنیا کی مشکلات حل ہوں گی اتنا زیادہ اللہ ان کو نوازتا چلا جائے گا یہ وہ والی بات ہے "۔

ے میری طرف آ کر تو دیکھ راہیں نہ کھول دوں تو کہنا
میرا ہو کر تو دیکھ اپنا نہ کر لوں تو کہنا
میری راہ پر چل کر تو دیکھ منزل تک نہ پہنچا دوں تو کہنا

اصل بات کیا ہے کہ تُو ہاتھ تو اٹھا، دامن تو پھیلا، تیری دعاؤں کو قبول کر کے تجھے نوازوں گا۔ زمین سونا اگلے گی آسمان سے بارش ہو گی تُو مجھے پکار کر تو دیکھ

ے "افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر"

تو دین دنیا آخرت سب کچھ اللہ سنوار دے گا مفسرین کہتے ہیں یہ جو **سُبُلَنَا** سبیل کی جمع استعمال ہوا ہے یہاں پہ دین دنیا آخرت سب کچھ اللہ دے دے گا بس میرا بندہ بن جا۔ **وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ** اور یقینا اللہ ملتا ہے **مَعَ** معیت کے لئے آتا ہے اللہ ساتھ ہوتا ہے **مُحْسِنِينَ** کے،محسن کی جمع ہے تو اللہ کہاں ملتا ہے اللہ کی معیت حاصل ہوتی ہے احسان کے درجے کی نیکی کر کے ایسے ہی نہیں بعض اوقات ہوتا ہے کہ ہم گھر میں کام کرتے ہیں تو بس ایسے ہی کر رہے ہوتے ہیں اور بعض اوقات بڑا دل لگا کے بڑا اچھے طریقے سے خوب پتہ چل رہا ہوتا ہے کہ آج کھانا احسان کے درجے سے پکایا ہے یا پھر بس بوجھ سمجھ کر سر سے اتار دیا ہے۔ احسان کے درجے سے کام کیا ہے یا ایسے ہی کیا ہے تو یہاں پہ احسان کی قید ہے احسان کی شرط ہے کہ میں ملوں گا ضرور کہاں؟ جو خوبی کے ساتھ راہِ حق میں کوششیں کریں گے محسنین ہر ہر مرحلے پر اپنے رب پر پورا پورا بھروسہ کرنے والے، ہر ہر مرحلے پر ایمان لانے والے، اپنے ایمان کو زندہ کرنے والے صبر کرنے والے جہاد کرنے والے تو گویا کہ اللہ تعالیٰ احسان کے درجے کی نیکی کرنے والے ہیں ان کے ساتھ ہوتا ہے اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے اس آیت (69) کی تفسیر میں فرمایا" کہ اللہ کی طرف سے جو علم لوگوں کو دیا گیا ہے جو لوگ اپنے علم پر عمل کرنے میں جہاد کرتے ہیں ہم ان پر دوسرے علوم بھی منکشف کردیتے ہیں جو اب تک حاصل نہیں"۔ اب دیکھیں جو اللہ والے بندے ہوتے ہیں ان کو زیادہ جیسے بات کا پتہ ہوتا ہے بعض لوگ صرف ظاہر دیکھتے ہیں وہ اس کا ایک اور پہلو اٹھا کر سامنے رکھ دیتے ہیں اور حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا "کہ جو لوگ طلب علم میں کوشش کرتے ہیں ہم ان کے لئے عمل بھی آسان کردیتے ہیں" ۔ اور اصل بات کیا ہے کہ نیکی بھی نیکی کو کھینچ کر لاتی ہے انسان ایک نیکی کرتا ہے اللہ تعالیٰ دوسری نیکی اس کے لئے آسان کر دیتے ہیں اور احسان کے درجے کی نیکی کیا ہے اللہ کو حاضر و ناظر جان کر ہر نیکی کے کام کو اخلاص کے ساتھ کرنا، سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق کرنا، برائی کے بدلے میں حسنِ سلوک کرنا، اپنا حق چھوڑ دینا دوسروں کو ان کے حق سے زیادہ دینا، یہ سب احسان کے مفہوم میں شامل ہیں پچھلے دنوں ایک عید پارٹی تھی اس میں بہت سے تحفے تھے اور پیک تھے چھپے ہوئے تھے پتہ نہیں چلتا تھا اندر کیا ہے دل مچل رہا تھا پتہ چل جائے نا اندر ہے کیا تو وہ مجھے مل جائے اور اس کی ایک عجیب شرط یہ تھی کہ جو کسی نے لیا آپ وہ بھی لے سکتے ہیں اگر آپ جو بھی کھیل کھیلا جارہا ہے اس میں آپ جیت جاتے ہیں تو پلٹ پلٹ کر بعض لوگ جو دوسرے کے پاس تھا وہ مانگ رہے تھے تو انسان کیا کرتا ہے بے شک وہ کھیل تھی لیکن دنیا کی زندگی میں یہی کچھ تو ہوتا ہے آپ میکے جائیں دو بہنیں تین بہنیں اکٹھی میکے گئی ہیں امی نے عید کے کپڑے بنائے ہیں اب تینوں میں جو سب سے اچھے ہیں آپ چاہتے ہیں امی یہ میں نہ لے لوں امی یہ

رنگ مجھے بہت پسند ہے آپا کو اور چھوٹی بہن کو جو مرضی دے دینا امی یہ رنگ مجھے دے دیں کبھی آپ نے یہ کہا کہ امی پہلے آپا کو یہ پسند ہے اور چھوٹی بہن کو یہ پسند ہے اور جو باقی رہ جائے گا وہ میں لے لوں گی کبھی ایسا ہوا تو اصل بات کیا ہے احسان کے درجے کی نیکی کیا ہوتی ہے کہ اپنا حق چھوڑ دیں دوسروں کو ان کے حق سے زیادہ دیں۔ "گالیاں کھا کے بھی غالب بے مزا نہ ہوا" کہ اللہ کی محبت میں لوگ گالیاں بھی دیں آپ کے چہرے کے تیور نہ بدلیں۔ ہم منہ سے کچھ نہ بھی بولیں چہرے پر غصہ نظر آ رہا ہوتا ہے منہ بن جاتا ہے کتنا کرتی ہوں اتنا خیال رکھتی ہوں شوہر کو تو احساس ہی نہیں ہوتا بچے تو قدر ہی نہیں کرتے میرے دوست بڑے ہی عجیب ہیں احسان کے درجے کی یہ نیکی نہیں ہوتی احسان کے درجے کی کیا ہے؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ کون سے صحابی تھے جن کی مدد پہلے سے بھی زیادہ کرنے شروع کر دی؟ حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کی مدد پہلے سے بھی زیادہ کرنے شروع کر دی تو احسان کے درجے کی نیکی اتنی آسان نہیں ہے **يَٰٓأَيَّتُهَا ٱلنَّفْسُ ٱلْمُطْمَئِنَّةُ () ٱرْجِعِىٓ إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً () فَٱدْخُلِى فِى عِبَٰدِى () وَٱدْخُلِى جَنَّتِى (27,28,29,30-** سورت الفجر) (ارشاد ہوگا) اے نفس مطمئن۔ چل اپنے رب کی طرف، اِس حال میں کہ تو (اپنے انجام نیک سے) خوش (اور اپنے رب کے نزدیک) پسندیدہ ہے۔ شامل ہو جا میرے (نیک) بندوں میں۔ اور داخل ہو جا میری جنت میں۔ تو اللہ تعالی مجھے اور آپ کو انہی لوگوں میں شامل کر لے جو اللہ کے پسندیدہ بندے ہیں احسان کے درجے کی نیکی کرنے والے ہیں آمین۔ اور میں یہ بھی سوچ رہی تھی صحابہ تو ہجرت کر گئے تھے کسی صحابی نے ہجرت حبشہ بھی کی پھر مدینہ کی طرف بھی کی اور عورتیں بھی پیچھے نہیں رہیں تھیں میرا اور آپ کا حال کیا ہے

ے من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نا سکا

تو اللہ تعالی مجھے اور آپ کو بہترین عمل کی توفیق دے اللہ تعالی ہم سب سے راضی ہو ہم سب کو بہترین مسلمان بنائے اور اپنی دعاؤں میں ہم سب کو خاص طور پر ان دنوں فلسطین کے لئے حصہ رکھنا چاہئے اور آپ ضرور خبریں پڑھیں ضرور خبریں دیکھیں اور پھر دیکھیں کہ انسانیت کیسے ختم ہو رہی ہے موت کی کیسے فلسطین پر حکومت ہے اور کیسے بچوں کو مارا جا رہا ہے اور تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے اور فلسطین کی زمین سرخ ہو گئی ہے مسلمانوں کے خون سے۔ ان دنوں مسلمانوں کے حالات دیکھیں بہت بے یارو مددگار ہیں۔ تو اپنی دعاؤں میں امت مسلمہ کے لئے دعا کرنا اور خاص طور پر فلسطین کے لئے دعا کرنا اس میں میرا اور آپ کا حصہ ہونا چاہئے ایک درد ایک چبھن ایک کسک جو ہے وہ اٹھنی چاہئے اور آگاہی ہونی چاہیے اور اللہ سے دعا کرنا اور پھر سوچنا کہ کیسے امت مسلمہ کی جو کشتی ہے وہ اس گرداب سے اور اس بھنور سے نکل سکتی ہے اور میں اور آپ اس کے لئے کیا کر سکتے ہیں اللہ تعالی مجھے اور آپ سے راضی ہو اور عمل کی توفیق دے

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ